تفسیر ابی السعود (ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفی (م:982ھ) میں فصاحت وبلاغت کے مختلف پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Various Aspects of Eloquence and Rhetoric in the Commentary of Abul-Saud (Abu Al-Saud Muhammad Ibn Muhammad Ibn Mustafa (D. 982 AH)

Dr Muhammad Israr Khan
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Buner, KPK
Email: israrhasher295@mail.com
Dr Haseeba Mumtaz
Arabic Teacher in Girls Wing,
Pakistan International School Doha, Qatar
Email: emaan02020@gmail.com

Abstract
This study examines the Qur'anic order and rhetorical aspects in *Tafsir Abi al-Su'ud* by Abu al-Su'ud al-'Imadi (d. 982 A.H.), a distinguished Ottoman scholar. The research highlights his linguistic mastery and analytical approach to Qur'anic expression through grammar, morphology, and rhetoric. It explores how he uses classical rhetorical devices such as *fasl wa-wasl*, *taqdim wa-ta'khir*, and *ījāz wa-itnāb* to reveal the eloquence and coherence of the Qur'an. The findings show that *Tafsir Abi al-Su'ud* combines linguistic precision, theological depth, and stylistic beauty, making it one of the most balanced and refined works of Qur'anic exegesis in Islamic scholarship.
Keywords: Analytical study, Eloquence and rhetoric, Tafsir Abi al suad, Muhammad bin Muhammad

مصنّفِ رحمہ اللہ کی حالاتِ زندگی

آپ کا نام محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی اور کنیت ابو السعود ہے۔ حنفی المسلک اور عالم بے بدل تھے۔ 896ھ کے قریب اسکلیب نامی بستی (ترکی) میں پیدا ہوئے۔ والد اہلِ علم و تقوی میں سے تھے۔ آپ نے سکا کی[1] رحمہ اللہ کی "مفتاح العلوم" ازبر یاد کرلی تھی اور فصیح عربی میں گفتگو کرتے تھے۔

آپ نے اپنے عہد کے علماء سے علم حاصل کیا، تمام علوم وفنون میں درجۂ کمال تک پہنچ کر معاصرین پر سبقت لے گئے۔ ترکی، عربی اور فارسی تینوں زبانوں پر کامل دسترس رکھتے۔ 943ھ میں استنبول اور 944ھ میں فوج کی قضاء ان کے سپرد ہوئی۔ 951ھ میں مفتی بنادیئے گئے اور سلطان کی طرف سے اڑھائی سو درہم روزانہ مقرر ہوا۔[2]

آپ سائل کے سوال کے مطابق فتویٰ لکھتے، اگر سوال نظم میں ہوتا تو اسی وزن و قافیہ میں اس کا منظوم جواب دیتے، اگر سوال نثر میں ہوتا تو جواب بھی ویسا ہی نثر میں لکھتے۔ اسی طرح اگر سائل سوال ترکی یا عربی میں پوچھتے تو آپ اسی زبان میں جواب دیتے، جس سے آپ کے علم وفضل کا اندازہ ہوتا ہے۔

جمادی الاولیٰ 982ھ کو قسطنطینیہ میں فوت ہوئے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ[3] کے پڑوس میں دفن کئے گئے۔[4]

آپ کی تفسیر جس نے عوام وخواص میں بڑی شہرت پائی آپ نے اس کا نام "ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم" رکھا تھا، لیکن وہ "تفسیر ابی السعود" کے نام سے مشہور ہوئی۔ تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے اس کا شمار قرآن حکیم کی اجل، احسن اور بہترین تفاسیر میں کیا جاتا ہے۔ مصنف نے بعد از تکمیل اسے سلطان سلیمان اعظم کو بطورِ ہدیہ پیش کی تھی، سلطان نے آپ کو انعام واکرام سے نوازا اور آپ کے مشاہرہ میں بھی کافی اضافہ کر دیا اور ترکی کے اطراف میں آپ کی عظمت کا ڈنکا بج گیا حتی کہ وہ علمی معاملات میں سارے ملک کا مرجع بن گئے۔[5]

تفسیر ابی السعود کے علاوہ آپ کی تصنیفات میں تحفۃ الطلاب فی المناظرہ، رسالۃ فی المسح علی الخفین اور حاشیۃ علی الکشاف (معاقد النظر) وغیرہم شامل ہیں۔[6]

تفسیر کا تعارف

مؤلف تدریس اور قضاء وافتاء کے مشاغل میں منہمک رہا کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوصف انہوں نے تھوڑا سا وقت بچا کر یہ تفسیر مرتب کی۔ مؤلف مقدمہ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ تفسیر میں نے ایک ہی دفعہ لگاتار تحریر نہیں کی تھی۔ بلکہ ایک دفعہ اس کا آغاز کیا اور سورۂ ص تک پہنچ کر ایسے موانع صدِ راہ ہوئے کہ اس کام سے رکنا پڑا، چنانچہ شعبان 973ھ میں تحریر کردہ مسودہ کو صاف کر کے سلطان سلیمان خان کی خدمت میں پیش کیا جس کو انہوں نے بہت پسند کیا اور انعام واکرام سے نوازا۔ مزید براں وظیفہ میں پانچ سو درہم یومیہ کا اضافہ کر دیا۔ ایک سال کے بعد باقی ماندہ تفسیر کی تکمیل کیا ور اسے پھر سلطان کی بارگاہ میں پیش کیا سلطان نے مزید انعامات دیتے ہوئے ماہانہ وظیفہ میں بھی اضافہ کر دیا۔

تفسیر کے اہم خصوصیات

1. یہ ایک آسان، مفید اور متوسط تفسیر ہے، زیادہ طویل ہے نہ حد سے زیادہ مختصر، ان گنت لطائف و نکات اور فوائد پر مشتمل ہیں۔
2. آپ کی تفسیر حسنِ تعبیر میں مشہور ہے، چنانچہ آپ کو "خطیب المفسرین" کہا جاتا ہے۔
3. آپ نے اس میں مفسرین سلف صالحین سے استفادہ کیا ہے، خصوصاً آپ تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں لیکن عقائد و نظریات میں زمخشری کے خلاف اہل سنت کے مسلک پر گامزن رہتے ہیں۔
4. آپ اپنی تفسیر میں مقدور بھر قرآنِ حکیم کے نظم واسلوب کے اعجاز اور بلاغی پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
5. مؤلف رحمہ اللہ ربطِ آیات کو بھی واضح کرتے ہیں۔
6. اسرائیلی واقعات آپ کی تفسیر میں بہت کم مقدار میں ہیں، ان کا ذکر "روی أو قیل" کہہ کر اس کے ضعف کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔
7. فقہی احکام و فروع میں عام طور پر ائمہ کرام رحمہم اللہ کی آراءواقوال کو ذکر کرتے ہیں اور عموماً حنفی مسلک کو ترجیح دیتے ہیں۔
8. آپ نے اس تفسیر میں سابقہ تفاسیر کے خلاصہ کو بڑی عمدگی اور اختصار وایجاز کے ساتھ پیش کیا ہے۔

تفسیر ابی اسعود کے بعض مصادر

جن صحابۂ کرام اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال آپ رحمہ اللہ اکثر ذکر کرتے ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

عبد اللہ ابن مسعود، علی، ابن عباس، ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عائشہ، ابو سعید الخدری، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن سلام[7]، عبد اللہ بن عمر، سلمان الفارسی[8]، سعد بن ابی وقاص[9] رضوان اللہ عنہم اجمعین

قتادہ، عمر بن عبد العزیز، عکرمہ، مجاہد، محمد بن سیرین، عطاء، محمد بن اسحاق، حسن بصری، امام مالک، شافعی، بیہقی، ابراہیم النخعی، سعید بن جبیر، عروہ بن زبیر رحمہم اللہ

1. آپ نے سب سے زیادہ جن تفاسیر سے استفادہ کیا ہے، ان میں سے مشہور دو ہیں:
2. الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل لابی القاسم محمود بن عمرو بن احمد، الزمخشری جار اللہ
3. انوار التنزیل واسرار التأویل لناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی

مذکورہ بالا ان دونوں تفاسیر کے بارے میں آپ خود رقمطراز ہیں:

"يتضمن كل منها فوائد شريفة تقر بها عيون الأعيان وعوائد لطيفة يتشنف بها آذان الأذهان لاسيما الكشاف وأنوارالتنزيل المتفردان بالشأن الجليل والنعت الجميل فإن كلا منهماقدأحرزقصب السبق أي إحراز "[10]

کتبِ حدیث میں سے آپ جن کتابوں کا حوالہ اکثر دیتے ہیں یا ان کے احادیث ذکر کئے ہیں، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ، صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی / سنن الترمذی لمحمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، ابو عیسی (م: 279ھ) / مسند الإمام احمد بن حنبل لابی عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (م: 241ھ) / مسند الدارمی المعروف (بسنن الدارمی) لابی محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد الدارمی، التمیمی السمرقندی (م:255ھ)

علوم عربیت بیان کرنے میں آپ کا منہج

لغوی معنی بیان کرنے کا اہتمام

آیت کی تفسیر کے تحت آپ مفردات کی لغوی معنی بیان فرماتے ہیں، لغوی معنی بیان کرتے ہوئے کبھی صرف لغوی معنی بیان فرماتے ہیں اور کبھی لغوی معنی بیان فرما کر اس کا مادہ (حروفِ اصلی) بھی بیان فرماتے ہیں۔ چند مثالوں سے اس کی وضاحت کی جاتی ہیں۔

1: آیت: "وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا "[11] کی تفسیر کے تحت "فَادَّارَأْتُمْ" کا لغوی معنی بیان کرکے اس کی وضاحت فرماتے ہیں:

" {فادارأتم فِيهَا} أي تخاصمتم في شأنها إذ كلٌّ واحد من الخصماء يدافع الآخرَ أو تدافعتم بأن طرَح كلٌّ واحد قتلها إلى آخر "[12]

2: آیت: "إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً "[13] کی تفسیر کے تحت "رَقِيباً" کا معنی "مراقباً" سے کرکے اسکا مادہ (حروف اصلی) بیان کرتے ہیں:

"{إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً} أي مراقباًوهي صيغة مبالغة من رقَب يرقُب رَقْباً إذا أحدّ النظرَ لأمريريد تحقيقَه أي حافظاً مطلعاً على جميع ما يصدر عنكم من الأفعال والأقوالِ وعلى ما في ضمائركم من النيات مُريداً لمجازاتكم بذلك "[14]

3: اللہ تعالیٰ کے قول: "فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ "[15] کی تفسیر کے تحت "إهتزت" اور "رَبَتْ" کا لغوی معنی بیان فرماتے ہیں:

" { إهتزت } تحرَّكتْ بالنَّباتِ { وَرَبَتْ } إنتفختْ وإزدادتْ وقُرىء ربأتْ أي إرتفعتْ "[16]

بعض شرعی اصطلاحات کے لغوی معانی کے ساتھ ان کے شرعی معانی بھی بیان فرماتے ہیں۔ مثلاً

1: آیت: " إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ "[17] کی تفسیر کے تحت "كُفْرٌ" کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان فرماتے ہیں۔ کفر کا لغوی معنی ہے: نعمت کو چھپانا اور شریعت میں کفر کا معنی ہے:

رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کا انکار کرنا۔

" والكُفْرُ في اللغةسترُ النعمة وأصلُه الكَفْرُ بالفتح أي الستر ومنه قيل للزراع والليلِ كافرٌ...وفي الشريعة: إنكارُ ما عُلم بالضرورة مجيء الرسول صلى الله عليه وسلم به "[18]

2: آیت: " وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ "[19] کے تحت "فسق" کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے رؤبہ کا شعر بطورِ استدلال پیش کرتے ہیں:

" **والفِسق في اللغة:** الخروج يقال فسَقت الرُّطْبةعن قشرهاوالفأرةُ من جُحرهاأي خرجت ..... وفي الشريعة: الخروجُ عن طاعةِ الله عزَّ وجلَّ بارتكاب الكبيرة التي من جملتها الإصرارُ على الصغيرة "[20]

3: آیت: فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ "[21] کی تفسیر کرتے ہوئے "حج اور عمرہ" کے لغوی اور اصطلاحی معانی بیان فرماتے ہیں:

" الحجُّ في اللغة القصدُ والاعتمارُ الزيارة غالباً وفي الشريعة على قصدِ البيت وزيارته على الوجهين المعروفين "[22]

کبھی "في الإصل" کہہ کر لغوی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ چند مثالوں سے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

1: آیت: " أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ "[23] کی تفسیر کے تحت "السَّمَاءِ" کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ یہ اصل میں ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو تمہارے اوپر ہو۔

" والمرادُ بالسماء هذه المِظلة وهي في الأصل كل ما علاك من سقف ونحوه "[24]

2: آیت: " فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ "[25] کی تفسیر کے تحت "الذنب" کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ اصل میں اس کا اطلاق تابع پر کیا جاتا ہے۔

" والذنب في الأصل التِلْوُ والتابع وسمي الجريمةُ ذنباً لأنها تتلو أي تتبع عقابُها فاعلَها "[26]

علم صرف کے مباحث بیان کرنے کا اہتمام

قاضی ابوالسعود رحمہ اللہ علم صرف کے مباحث صیغوں کے تعلیلات وغیرہ بیان فرماتے ہیں۔چند مثالیں دی جاتی ہیں جن سے آپ کا یہ منہج واضح ہو جائے گا۔

1: آیت:" فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا "[27] کی تفسیر کے تحت"يَطَّوَّفَ"کی اصل بیان کرکے تعلیل کی وضاحت فرماتے ہیں: "يَطَّوَّفَ"اصل میں یتطوف تھا،تاکو طاء میں بدل کر طاء کو طاء میں مدغم کر دیا۔

" {فلا جناح عليه أن يَطَّوَّفَ بِهِمَا} أي في أن يطوفَ بهما أصلُه يتطوف قلبت التاءُ طاءً فأدغمت الطاءُ في الطاء وفي إيراد صيغةِ التفعُّل إيذانٌ بأن من حق الطائفِ أن يتكلف في الطواف ويبذُل فيه جُهدَه "[28]

2:اللہ تعالیٰ کے قول:" وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا "[29] کی تفسیر کرتے ہوئے"مَوْبِقًا"کی حروف اصلی بیان کرکے اس کا معنی بیان فرماتے ہیں:

" {مَّوْبِقاً} إسمُ مكانٍ أو مصدرٌ من وبَق وُبوقاً كوثب وثوبا أو وبِق وبَقاً كفرح فرحاً إذا هلَك أي مهلِكاً يشتركون فيه وهو النارُ أو عداوة هي في الشدة نفسُ الهلاك "[30]

علم نحو اور اس کے مباحث بیان کرنے کا اہتمام

علامہ شربینی رحمہ اللہ کی طرح قاضی رحمہ اللہ بھی آیت کے معنیٰ مراد کی وضاحت کے لئے اعراب بیان کرتے ہیں، آیت جن وجوہ اعراب کا احتمال رکھتا ہے، آپ انہیں بیان کرتے ہیں،جو وجہ آپ کے نزدیک راجح ہو کبھی اسے ترجیح بھی دیتے ہیں،اختلاف ذکر کرکے آیت کا معنی بھی بیان فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ منہج مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے۔

1: اللہ تعالیٰ کے قول:"صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"[31] کی تفسیر کے تحت"صِرَاطَ"کی اعراب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ یہ"الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "سے بدل الکل واقع ہے۔

" بدلٌ من الأول بدلَ الكل وهوفي حكم تكريرِالعامل من حيث إنه المقصودُبالنسبة وفائدتُه التأكيدُوالتنصيصُ على أن طريق الذين أَنْعَمَ الله عَلَيْهِم وهم المسلمون هو العَلَمُ في الإستقامة والمشهودُ له بالإستواء بحيث لا يذهب الوهمُ عند ذكر الطريقِ المستقيم إلا إليه "[32]

2: سورۂ البقرہ کی آیت: "وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"[33] کی اعراب کے بارے میں دو احتمال ذکر کرتے ہیں:

الف:"أُولَئِكَ"مبتداء اور"الْمُفْلِحُونَ"خبر ہے اور"هُم"ضمیر فصل ہے۔

ب:"أُولَئِكَ"مبتداءِاوّل"هُم"مبتداءِثانی اور"الْمُفْلِحُونَ"خبر ہے۔مبتداءِثانی وخبر ملکر پوراجملہ مبتداءِاوّل کے لئے خبر ہے۔ " وهم ضميرُفصلٍ يفصِلُ الخبرَعن الصفةويؤكِّدالنسبةَ ويفيد اختصاصَ المسندِ بالمسند إليه أومبتدأٌ خبرُه المفلحون والجملةُ خبرٌ لأولئك "[34]

علوم بلاغت بیان کرنے کا اہتمام

قاضی ابو السعود رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں قرآن کے بلاغی جانب کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہیں، چنانچہ آپ بلاغتِ قرآنیہ کی وضاحت فرماتے ہیں اور قرآن کے نظم واسلوب میں اعجاز کے اسرار ورموز بیان فرماتے ہیں، خصوصاً الفصل والوصل، الایجاز والاطناب، التقدیم والتاخیر، الاعتراض اور التذییل جیسے اصطلاحات کی آیات کی ضمن میں وضاحت فرماتے ہیں۔ان اصطلاحات کی وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

الفصل والوصل

آپ نے اپنی تفسیر میں قرآنی آیات کے ضمن میں وصل اور فصل کی وضاحت بیان فرماتے ہیں، جہاں پر وصل ہو، وہاں پر آپ یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ ان میں وصل کیوں کیا گیا ہے، اسی طرح اگر فصل ہو تو اس کی بھی وضاحت فرماتے ہیں۔چند مثالوں سے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

1: سورۂ البقرہ کی آیت:" أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "[35] کے دونوں جملوں میں وصل اور سورۂ الاعراف کی آیت:" أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ "[36] میں دو جملوں کے درمیان فصل کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" { وأولئك هُمُ المفلحون } تكريرُ إسمِ الأشارة لإظهار مزيدِ العنايةِ بشأن المشارِ إليهم وللتنبيه على أن إتصافَهم بتلك الصفات يقتضي نيلَ كلِّ واحدةٍ من تَيْنكَ الأثَرَتين وأن كلاً منهما كافٍ في تمييزهم بها عمن عداهم ويؤيده توسيطُ العاطف بين الجملتين بخلاف ما في قوله تعالى: {أُوْلَئِكَ كالأنعامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَئِكَ هُمُ الغافلون} فإن التسجيلَ عليهم بكمال الغفلة عبارةٌ عما يفيده تشبيهُهُم بالبهائم فتكون الجملةُ الثانية مقررةً للأولى وأما الإفلاحُ الذي هوعبارةٌ عن الفوز بالمطلوب فلمّا كان مغايراً للهدى نتيجةً له وكان كلٌّ منهما في نفسه أعزَّ مرامٍ يتنافس فيه المتنافسون فعل ما فعل "[37]

2: سورۂ الفرقان کی آیات:" وَ عِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (63) وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (64) "[38] کے مابین وصل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا"اس جملے میں عبادالرحمن کے اپنے آپ سے معاملے کی حالت کا بیان ہے۔اور" وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا "اس میں دوسروں کے ساتھ معاملے کی حالت کا بیان ہے۔" وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا "اوراس جملے میں ان کے اپنے رب کے ساتھ معاملے کی حالت بیان کیا گیا ہے۔

" { قَالُواْ سَلاَماً } بيانٌ لحالِهم في المُعاملةمع غيرِهم إثرَ بيانِ حالِهم في أنفسِهم أي إذا خاطبُوهم بالسُّوءِ قالوا تسليماً منكمُ ومتاركةً لا خيرَ بيننا وبينكم شرَّ.....{ وَالَّذِينَ يِبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وقياما } بيانٌ لحالِهم في معاملتِهم مع ربِّهم أي يكونون ساجدين لربِّهم وقائمين أي يحبون اللَّيلَ كُلاً أو بعضاً بالصَّلاةِ "[39]

التقدیم والتاخیر

قرآن مجید جہاں کہیں" تقديم ماحقه التاخير"کا قاعدہ جاری ہوا ہو تو آپ رحمہ اللہ اس کی وضاحت کرکے اس کی وجہ اور سبب بیان فرماتے ہیں۔چند مقامات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:

1: آیت:" وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ "[40]میں تقدیم وتاخیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"مِنَ السَّمَاءِ"جار مجرور کو صریح مفعول"مَاءً"پر مقدم کیا گیا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آسمان پانی کے لئے اصل ہے یا اسے تشویقاً مقدم کیا گیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس تقدیم وتاخیر میں وہ ربط برقرار رہتا ہے جو"مَاءً" اور" فَأَخْرَجَ بِهِ "میں ہے۔

" وأما تقديمُ الظرفِ على الوجه الأول مع أنَّ حقَّهُ التأخيرُ عن المفعول الصريح فإما لأن السماءَ أصلُه ومبدؤه وإما لما مر من التشويق إليه مع ما فيه من مزيد انتظامٍ بينه وبينَ قولِهِ تعالى: {فَأَخْرَجَ بِهِ} أي بسبب الماء {مِنَ الثمرات رِزْقاً لَّكُمْ} "[41]

2:اللہ تعالیٰ کے قول:" إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ "[42]کے بارے میں فرماتے ہیں:کہ اس میں تقدیم مفعول کی وجہ سے قصر اور تخصیص آیا ہے۔

"وتقديم المفعول فيه مالماذُكر من القصروالتخصيص كمافي قوله تعالى:{وَإِيَّايَ فارهبون} مع مافيه من التعظيم والإهتمامِ بِهِ. قال إبنُ عبَّاسٍ رضيَ الله عنهُمَا: معناهُ نعبدك ولا نعبد غيرَك[43] "[44]

الإیجاز[45] والإطناب[46]

قاضی ابوالسعود رحمہ اللہ آیات کی تفسیر کے ضمن میں دوسرے اصطلاحات کی طرح "إيجازوإطناب"کی بھی وضاحت فرماتے ہیں۔چند مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہیں جہاں پر آپ نے"إيجازوإطناب"کی وضاحت فرمائی ہے۔

1: اللہ تعالیٰ کے قول:" فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ "[47] کی وضاحت کرتے ہوئے"فَاتَّقُوا النَّارَ" کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ اس میں إیجاز ہے۔

" و فيه من الإيجاز البديع مالا يخفى حيث كان الأصلُ فإن لم تفعلوا فقد صح صِدْقُه عندكم وإذا صح ذلك كان لزومُكم العنادَ وتركُكم الإيمانَ به سببا لإستحقاكم العقاب بالنار فاحترزوا منه وإتقوا النار "[48]

2: سورۃالبقرہ کی آیت:" فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ "[49] کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آیت کے پہلے شرط کے جواب" فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا " میں ایجاز ہے۔جب کہ دوسرے شرط کے جواب" فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ "میں اطناب ہے۔

" و في إيراد الشرطية الأولى بكلمة إن المفيدةِ لمشكوكية وقوعِ الخوفِ ونُدرته وتصديرِ الشرطيةِ الثانية بكلمة إذا المنبئة عن تحقيق وقوعِ الأمن وكثرته مع الإيجاز في جواب الاولىٰ والإطناب في جواب الثانية "[50]

3: آیت:" وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ "[51] کی تفسیر کے تحت آپ نے اطناب کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

" وفي تفصيل كل فرقة من الإطناب ما لا يخفى "[52]

الإعتراض[53]

اطناب کے اقسام میں سے ایک قسم اعتراض ہے، قرآن آیات میں کئی مقامات پر یہ استعمال ہوا ہے، لہذا آیات کی تفسیر کی ضمن میں قاضی ابو سعود رحمہ اللہ اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ اس جملہ میں اعتراض کیونکر ہے، چند مثالیں ملاحظہ ہو۔

1: آیت:" فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا "[54] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ کاعطف ماقبل آیت میں" فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا "پر ہے اوران کے درمیان" وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ "جملہ معترضہ ہے۔

" { فَقُلْنَا اضربوه } عطف على فاداراتم وما بينهما اعتراضٌ "[55]

2: آیت:" وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ "[56] کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: اگر{ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ } کا عطف مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ پر ہو جائے تو اس کے درمیان جملہ معترضہ ہو جائے گا۔

" { وما أنزل على الملكين }عطفٌ على السحرأي ويعلمونهم ما أنزل عليهما والمرادُ بهما واحدٌ والعطفُ لتغايرِ الاعتبارِأو هو نوعٌ أقوى منه أو على ما تتلو وما بينهما اعتراضٌ أيْ واتَّبعوا ما أنزل الخ "[57]

التذییل[58]

چند مثالوں سے آپ رحمہ اللہ کی اس منہج کی وضاحت کی جاتی ہے۔

1: آیت: " وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ "[59] کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: {والله عَلِيمٌ بالظالمين} یہ جملہ تذییل ہے اور یہ ما قبل کی تاکید کے لئے ہے۔

" { والله عَلِيمٌ بالظالمين } أيْ بهم وإيثارُ الإظهارِ على الإضمار لذمّهم والتسجيلِ عليهم بأنَّهم ظالمون في جميعَ الأمورِ التي من جملتها ادعاء ما ليس لهم ونفيه من غيرهم والجملةُ تذييلٌ لما قبلَها مقررةٌ لمضمونِهِ أيْ عليمٌ بهم وبِمَا صدَرَ عَنْهُم من فنونِ الظلمِ والمعَاصِي المفضيةِ إلى أفانينِ العذابِ "[60]

2: آیت: " مَايَوَدُّالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ "[61] کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا قول:"وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ "ما قبل کے لئے تذییل ہے اور اس کے مضمون کی تاکید کرتا ہے۔

" { والله ذُو الفضل العظيم } تذييلٌ لما سبق مقررٌ لمضمونه وفيه إيذان بأن إيتاءَ النبوةِ من فضله العظيم كقوله تعالى: { إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا } "[62]

علومِ بلاغت کے مذکورہ بالا اصطلاحات کے علاوہ آپ رحمہ اللہ نے آیات کی تفسیر کے ضمن میں" الإلتفات[63]، القصر[64]، المجاز[65]، التشبيه[66] اور المبالغه[67] "وغیرہم اصطلاحات کی بھی وضاحت فرمائی ہیں۔

علوم بلاغت کے لیے اشعار سے استدلال

1: آیت:" وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا "[68] کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: اس کلام میں تضمین ہے وہ اس طرح کہ "يَرُدُّونَكُمْ" معنی تصییر کو متضمن ہے اور كفاراً " يَرُدُّونَكُمْ " کا مفعول ثانی ہے۔ اس کے استشہاد کے لیے شعر پیش کرتے ہیں:

" و قوله تعالى: { كَفَّاراً } مفعول ثانٍ له على تضمين الرد معنى التصيير أي يصيّرونكم كفاراً كما في قوله:

رَمَى الحِدْثانُ نِسْوةَ آلِ سَعْد ... بمقْدَارٍ سَمَدْنَ لَهُ سُمُوداً

فردَّ شعورَهُنَّ السودَ بيضا ... ورد وجوهَهن البيضَ سوداً[69] "[70]

ترجمہ: اور اللہ تعالی کا قول: { كَفَّاراً } " يَرُدُّونَكُمْ " کا مفعول ثانی ہے۔ اور الرد معنی تصییر کو متضمن ہے، جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

ان واقعات اور حالات نے آلِ سعد کے عورتوں کو دھکیل دیا سمود کے مقدار کے برابر، ان کے کالے بالوں کو سفید بنا کر رکھ دیا اور چہروں کی سفیدی کو کالے رنگ میں تبدیل کر دیا۔

2: آیت: " إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا "[71] کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: اس آیت میں حیاء کی نسبت اللہ تعالی کی طرف مشاکلۃً کی گئی ہے۔

" ويجوز أن يكون ورودُه على طريقة المشاكلة فإنهم كانوا يقولون أما يستحي ربُّ محمدٍ أن يضرِب مثلاً بالأشياء المُحَقّرة كما في قول من قال:

مَنْ مبلغٌ أفناءَ يعرُبَ كلَّها ... أني بنيتُ الجارَ قبل المنزل[72] "[73]

ترجمہ: اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا وارد ہونا مشاکلہ کے طور پر ہو۔ اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ کیا محمد کا رب حقیر چیزوں کی امثال بیان کرنے سے حیا نہیں کرتے؟ جیسا کہ کہنے والے نے اپنے ایک شعر میں کہا: جس کا منشاء اور مقصد ہے کہ سب عرب میں تبدیل کیا جائے گا اسلئے گھر بنانے سے پہلے اپنے لئے پڑوسی کا انتخاب کیا۔

حوالہ جات:

[1] آپ کا نام یوسف بن ابی بکر بن محمد بن علی السکاکی الخوارزمی ہے، کنیت ابو یعقوب جبکہ لقب سراج الدین تھا اور مسلکاً حنفی تھے۔ 555ھ/1160م کو خوارزم میں پیدا ہوئے اور 626 ھ/1229م کو خوارزم ہی میں فوت ہوئے۔ (معجم الادباء (ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب): 6/2846/ تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر والاعلام للذہبی: 13/828)

[2] شذرات الذہب فی اخبار من ذہب: 10/584

[3] ابو ایوب الأنصاری، خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ البخاري البدري السید الکبیر۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے اور مصعب بن عمیر کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ خوارج کے خلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے۔ 52ھ میں وفات ہوئی۔ (الطبقات الکبری لإبن سعد: ج3، ص484/ الإستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للقرطبی: 4/1606)

[4] الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرہ: 3/32/ الاعلام للزرکلی: 7/59

[5] کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبداللہ کاتب جلبی القسطنطیني المشہور باسم حاجی خلیفۃ (م:1067ھ)، مکتبۃ المثنی، بغداد، تاریخ النشر: 1941م، 1/1/ معجم المفسرین: 2/625

[6] معجم المؤلفین:11/301

[7] آپ کا نام عبد اللہ بن سلام بن حارث ہیں، انصار کے حلیف تھے، قبیلہ بنی قینقاع سے تھے۔ اسلام سے پہلے آپ کا نام حصین تھا۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ نام رکھا، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے، آپ کے بارے میں کئی آیتیں نازل ہوئی، آپ کا انتقال 43ھ کو ہوئی۔ (اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ:2/268)

[8] سلمان الخیر الفارسی، کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ اصلاً اصبہان کے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اسلام قبول کیا۔ جنگ خندق میں شریک ہوئے۔ وفات:34، 33 یا 36ھ کو مدائن میں خلافت عثمان میں فوت ہوئی۔ (التاریخ الکبیر للبخاری:4/135/الثقات:3/157/معرفۃ الصحابۃ لِابن مندہ، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مَنْدَہ العبدی (م:395ھ)، 1/726)

[9] سعد بن ابی وقاص، مالک بن وہب البدری العشری۔ اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر آپ نے پھینکا۔ جنگ احد کے دن نبی کریم ﷺ نے آپ کو فرمایا: مارو میرے ماں باپ تم پر قربان ہو۔ 55ھ کو فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (الطبقات الکبری لِابن سعد: ج9، ص80/تذکرۃ الحفاظ: ج1، ص21-22)

[10] تفسیر ابی السعود = ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، ابو السعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفی (م:982ھ)، داراحیاء التراث العربی-بیروت، 1/4

[11] البقرہ:72

[12] تفسیر ابی السعود:1/113

[13] النساء:1

[14] تفسیر ابی السعود:2/139

[15] الحج:5

[16] تفسیر ابی السعود:6/95

[17] البقرہ:6

[18] تفسیر ابی السعود:1/35

[19] البقرہ:26

[20] تفسیر ابی السعود:1/75

[21] البقرہ:158

[22] تفسیر ابی السعود:1/181

[23] البقرہ:19

[24] تفسیر أبی السعود:1/53

[25] آل عمران:11

[26] تفسیر أبی السعود:2/11

[27] البقرہ:158

[28] تفسیر أبی السعود:1/181

[29] الکھف:52

[30] تفسیر أبی السعود:5/229

[31] الفاتحہ:7

[32] تفسیر أبی السعود:1/18

[33] البقرہ:5

[34] تفسیر أبی السعود:1/33

[35] البقرہ:5

[36] الأعراف:179

[37] تفسیر أبی السعود:1/34

[38] الفرقان:63-64

[39] تفسیر أبی السعود:6/228

[40] البقرہ:22

[41] تفسیر أبی السعود:1/61

[42] الفاتحہ:5

[43] أنوار التنزیل وأسرار التأویل، ناصر الدین أبو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازي، البیضاوی (م: 685ھ-)، المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشلي، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعۃ الأولی: 1418ھ، 1/29

[44] تفسیر أبی السعود:1/17

[45] الإیجاز: اداء المقصود بأقل من العبارۃ المتعارفۃ. (کتاب التعریفات للجرجاني:1/41)

[46] الإطناب: اداء المقصود بأکثر من العبارۃ المتعارفۃ. (کتاب التعریفات للجرجاني:1/29)

[47]البقرہ:24

[48]تفسیر أبي السعود:1/67

[49]البقرہ:239

[50]تفسیر أبي السعود:1/236

[51]البقرہ:124

[52]تفسیر أبي السعود:1/156

[53]الاعتراض في اللّغة: الدّخول بين الشَّيْئَيْن، واصطلاحاً: أنْ يُؤتَى في أثْناءِ الكلام أو بين كلامَيْن مُتَّصِلَيْن في معناهما بجملة أو أكثر لا محلّ لها من الإعراب لنكتة بلاغيّة سِوَى دفع الإيهام. (عروس الأفراح في شرح تلخيص المفتاح المؤلف: أحمد بن علي بن عبد الكافي، أبو حامد، بهاء الدين السبكي (م:773ه-)، 1/615)

[54]البقرہ:73

[55]تفسیر أبي السعود:1/114

[56]البقرہ:102

[57]تفسیر أبي السعود:1/138

[58]هو تعقيب الجملة بجملة أخرى مستقلة تشتمل على معناها للتاكيد (تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر وبيان إعجاز القرآن، عبد العظيم بن الواحد بن ظافر العدواني، البغدادي ثم المصري (م: 654ه-)، لجنة إحياء التراث الإسلامي، ج1، ص387/ علم المعاني، عبد العزيز عتيق (م: 1396ه)، دار النهضة العربية للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان، 1/201

[59]البقرہ:95

[60]تفسیر أبي سعود:1/132

[61]البقرہ:105

[62]تفسیر أبي سعود:1/142

[63]ان مقامات پر التفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

ج1، ص16/ ج1، ص76/ ج1، ص188/ ج1، ص264/ ج4، ص42/ ج4، ص81

[64]تفسیر أبيسعود: ج1، ص165/ ج1، ص191/ ج2، ص82/ ج2، ص92/ ج2، ص106/ ج3، ص52/ ج3، ص294/ ج4، ص8/ ج4، ص51

[65] تفسیر أبی سعود: ج1، ص28/ ج1، ص48/ ج1، ص115/ ج1، ص248/ ج2، ص51/ ج2، ص 89/ ج2، ص94/ ج3، ص58/ ج3، ص124/ ج4، ص239/ ج5، ص163

[66] تفسیر أبی سعود: ج1، ص37/ ج1، ص50/ ج1، ص250/ ج2، ص75/ ج3، ص130/ ج3، ص 161/ ج4، ص198/ ج4، ص241

[67] تفسیر أبی سعود: ج1، ص91/ ج1، ص150/ ج1، ص182/ ج1، ص202/ ج1، ص216/ ج2، ص5/ ج2، ص15/ ج3، ص149/ ج4، ص57

[68] البقرہ:109

[69] یہ شعر "عبد اللہ بن الزبیر الاسدی "کا ہے، آپ اموی شعراء میں سے تھے، کوفہ میں پیدا ہوئے، آخر عمر میں نابینا ہوئے اور عبد الملک کے زمانہ میں ری میں فوت ہوئے۔(البدیع فی البدیع، ابو العباس، عبد اللہ بن محمد المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید العباسی (م:296ھ)، دار الجیل، 1/128

[70] تفسیر ابی السعود:1/146

[71] البقرہ:26

[72] یہ شعر ابو تمام کا ہے۔

[73] تفسیر أبی السعود:1/72